Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

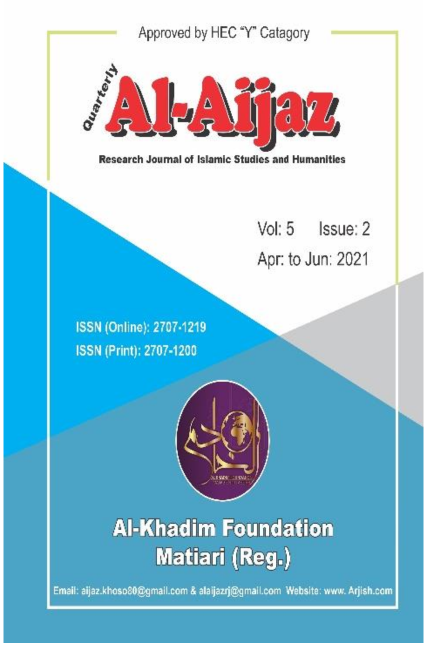

TOPIC:

Moral Teachings and Values in Divine and Non-Divine Religions

AUTHORS:

1. Nazia Begum, Research Scholar, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of Karachi
Email: naziabegum80@gmail.com

How to cite:
Begum, N. (2021). Urdu-18 Moral Teachings and Values in Divine and Non-Divine Religions. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(2), 231-243.
https://doi.org/10.53575/Urdu18.v5.02(21).231-243

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/325

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 231-243

Published online: 2021-06-20

QR Code

الہامی وغیر الہامی مذاہب کی اخلاقی تعلیمات واقدار

Moral Teachings and Values in Divine and Non-Divine Religions

Nazia Begum*

Abstract
This paper seeks to find the ethical teachings of Divine and Non-Divine religions. Without religion, humans do not have guidelines in their lives. It also finds a universal approach to morality on the context of four world religions, namely: Hinduism, Judaism, Christianty and Islam.All these religions emphasized to uphold the highest ethical teachings and values to produce good will in the human society. All religions aim at moral upliftment of man for spreading positivity. Islam differs from all religions in providing a complete code of life. For this, the life of the Holy Prophet Muhammad ﷺ is the complete code of life and the best example for all.
Keywords: Divine, Non-Divine, Moral, Ethical, Values, Society, Positivity, Code of life

اخلاق کی حیثیت کسی بھی قوم ومعاشرہ میں ایک ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔مذاہبِ عالم کا مشترکہ باب اخلاق ہے جس پر کسی بھی قوم کو کوئی اختلاف نہیں۔ انسانوں کو جانوروں سے ممتاز کرنے والی چیز اخلاق ہی ہے،اگر اخلاق نہ ہو تو پھر انسانوں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔اخلاق کے بغیر انسانوں کی جماعت نہیں بلکہ وہ جانوروں کا ریوڑ کہلانے کی مستحق ہو گی۔ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کائنات میں اخلاقیات کا سب سے اعلیٰ نمونہ ہیں جس پر اللہ کریم جل شانہ کی کتاب قرآن حکیم مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔

"بے شک آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔"[1]

اخلاق کا لغوی واصطلاحی مفہوم:

اخلاق کا مصدر خلق(خ۔ل۔ق) ہے اخلاق خلق کی جمع ہے جس کے معنیٰ عادت،طبیعت،مروّت اور کردار کے ہیں۔ابنِ منظور لسان العرب میں اخلاق کے معنیٰ ومفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"خلق کے معنیٰ دین،طبیعت اور فطرت،اور یہ انسان کی اندرونی کیفیت ہے اور اس کو اس کے اوصاف اور مخصوص معنیٰ کو خلق کہتے ہیں جس طرح کہ اس کی ظاہری شکل وصورت کو خلق کہا جاتا ہے۔"[2]

تاج العروس میں اخلاق کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"خلیقہ کی جمع خلائق ہے اس کا معنیٰ طبیعت ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔"[3]

شاہ ولی اللہ اخلاق کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"خلق انسان کی اس کیفیت کا نام ہے جو اس کی طبیعت کے مختلف اوصاف وحالات کو جدوجہد کر کے اپنی جانب راجع کرے۔"[4]

* Research Scholar, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of Karachi
Email: naziabegum80@gmail.com

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"خلق ایسی باطنی کیفیت اور ملکہ کو کہتے ہیں جس سے پاکیزہ اعمال صادر ہوتے ہیں۔"[5]

سید شریف جرجانی اخلاق کی اصطلاحی تعریف کچھ اس طرح لکھتے ہیں:

"خلق نفس کی اس راسخ کیفیت کا نام ہے جس سے بغیر سوچے سمجھے بڑی آسانی سے افعال صادر ہوتے ہیں اور اگر یہ کیفیت ایسی ہے کہ اس سے عقلی اور شرعی لحاظ سے آسانی کے ساتھ خوبصورت اعمال صادر ہوں تو ایسی کیفیت "اچھا خلق" کہلاتی ہے اور اگر اس سے بُرے اعمال صادر ہوں تو ایسی کیفیت "برا خلق" کہلاتی ہے۔"[6]

وارث سرہندی اخلاق کی یوں تعریف کرتے ہیں:

"اخلاق خلق کی جمع ہے، اس سے مراد عادتیں، خصلتیں، خوش خوئی، ملنساری، خندہ پیشانی سے ملنا، خاطر مدارت، آؤ بھگت کرنا۔ اور علم الاخلاق سے مراد وہ علم جس میں معاد و معاش، تہذیب، نفس سیاست مدن وغیرہ کی بحث شامل ہو۔"[7]

امام غزالیؒ نے خُلق کی تعریف یوں بیان کی ہے:

"خُلق نفس کی ایک ایسی کیفیت اور ہیئتِ راسخ کا نام ہے کہ جس کی وجہ سے بسہولت اور کسی فکر اور توجہ کے بغیر نفس سے اعمال صادر ہو سکیں۔ پس یہ ہیئت اس طرح قائم ہے کہ اس سے عقل و شرع کی نظر میں اعمالِ حسنہ صادر ہوتے ہیں تو اس کا نام خُلقِ حسن ہے اور اگر اس سے غیر محمود افعال کا صدور ہوتا ہے تو اسکو خُلقِ سیّٔ اور بد اخلاقی کہتے ہیں۔"

آگے مزید فرماتے ہیں کہ:

"خُلق، نیک و بد عمل، اس پر قدرت اور نیک و بد عمل کی تجویز کا نام نہیں ہے بلکہ اس ہیئت و صورت کا نام ہے جس سے نفس میں ضبط و اقدام کی استعداد پیدا ہو جائے"[8]

اخلاق کا تعلق مِلکہ سے ہے، وہ ملکہ جو نفس میں رسوخ پا جائیں اور جن کے نتیجے میں اعمال و افعال صادر ہوں، اخلاق کہلاتے ہیں۔ اصولی طور پر کوئی جذبہ بُرا نہیں اور نہ ہی کسی جذبے کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اسے کُچل دیا جائے، طبعی جذبات خاص مقاصد کے لئے پیدا کیے گئے ہیں اور یہی جذبات خاص تربیت سے "حُسن اخلاق" بن جاتے ہیں۔ اخلاقیات کا علم کسی شخص کے کردار و اخلاق پر اثر انداز ہو کر اس میں تبدیلی پیدا کر دے لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اخلاق کا علم اور تبدیلی کا ارادہ مل کر کردار کی تشکیل کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے اخلاق کے حسن و قبح کو جاننے کا خواہش مند ہو تو قدرتی طور پر وہ اپنے اعمال کو پرکھنے کا فیصلہ خود کر سکتا ہے یہ پیمانے ضمیر کی آواز، دوسروں کے ساتھ اچھا رویہ، اور قرآنی اصطلاح میں نفسِ لوّامہ سننا ہیں۔[9]

انسان کے اندر اخلاقی حس ایک فطری حس ہے جس کی بناء پر انسان بعض صفات کو پسند اور بعض کو ناپسند کرتا ہے انسانی شعور نے اخلاق کے بعض اوصاف پر خوبی اور بعض پر برائی کا حکم لگایا ہے۔ سچائی، انصاف، رواداری، مساوات، ایفائے عہد وغیرہ کو انسان نے اخلاقیات میں ہمیشہ

قابل تعریف گردانا ہے اور کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ جب جھوٹ، خیانت، بدعہدی اور ظلم کو پسند کیا گیا ہو۔ صبر و تحمل، استقلال و بردباری اور شجاعت ہمیشہ سے داد کے مستحق ٹھہرے ہیں جبکہ بے صبری، بزدلی وغیرہ پر کبھی تحسین و آفرین کے پھول نچھاور نہیں کیے گئے۔ انسانی اخلاقیات وہ عالمگیر حقیقتیں ہیں جن کا شعور انسان کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے اسی نسبت سے قرآن حکیم نے نیکی کو معروف اور بدی کو منکر کہا ہے یعنی نیکی وہ شئے ہے جسے انسان بھلا جانتے ہیں اور منکر وہ ہے جسے کوئی بھی پسند نہیں کرتا یا اس کو بھلا نہیں جانتا۔ اگر دیگر مذاہب کے اخلاقی نظام پر ایک نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان کے درمیان اخلاقی حسن و قبح کا معیار تجویز کرنے اور خیر و شر متعین کرنے کا پیمانہ الگ ہے اور ان کے اسباب و محرکات بھی مختلف ہیں جو انسان کو کسی قانون کی پابندی کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ اسلام میں ایمان کے مکمل ہونے کا معیار جس چیز کو کہا گیا ہے وہ حسنِ اخلاق ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مؤمن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو۔"[10]

ہندومت اور اخلاق واقدار:

ہندومت کا شمار دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے یہ ایک ایسا غیر الہامی مذہب ہے جس کا نہ کوئی عقیدہ ہے نہ کتاب اور نہ ہی کوئی پیغمبر۔ یہ مذہب تضادات کا مجموعہ ہے جس کی تاریخ کہیں بھی محفوظ نہیں ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتب میں "وید"، پران، مہابھارت، گیتا اور رامائن وغیرہ کے نام آتے ہیں۔ اسکے علاوہ سماجی قوانین کے مجموعے "شاستر" بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بھگوت گیتا مہابھارت کا وہ حصہ ہے جس میں شری کشن نے ارجن کو دینیات، اخلاقیات اور سماجی زندگی کا وہ درس دیا ہے جو ہندو معاشرے کے ہر فرد کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ اس کے علاوہ بھگوت گیتا میں نفس کو قابو میں رکھنے کو سب سے بڑا ہتھیار مانا گیا ہے۔ دیکھا جائے تو اگر انسان اپنے نفس پر کنٹرول کرلے تو زیادہ تر برائیوں کو روکا جاسکتا ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں تمام خرابیوں کی جڑ نفس کی خواہشات ہوتی ہیں۔ گیتا کی تعلیمات کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ شری کرشن نے کرم (کردار) آستھا (عقیدت) آچار (برتاؤ) وچار (فکر) آھار (غذا) کے معاملہ میں معتدل راستہ اپنانے اور اسے ہر حال میں من کی چاہ کے مطابق نہ برتنے کی تلقین کی گئی ہے۔ انسان کی دنیا و آخرت کے فلاح کے لئے جس کو بھگوت گیتا میں اہمیت دی گئی ہے وہ تیاگ کی بھاونا (جذبہ ایثار) ہے سچ یہ ہے کہ یہ اگرچہ بڑا مشکل مرحلہ ہے لیکن اپنے مفادات کے سامنے دوسروں کے مفاد کو ترجیح دینا ہی اصل ایثار و قربانی ہے۔ بھگوت گیتا کے مطابق عمل کے بعد جزا کی خواہش نہ کرنا ہے گیتا کے مطابق کرم پھل (کام کا جزا) کی امید کئے بغیر جو انسان ایثار سے عمل کرتا ہے وہی کامیابی کا حقدار بنتا ہے۔ سری کرشن کی نظروں میں سونے، چاندی اور جواہرات سے انسان عظیم نہیں بنتا بلکہ جو مٹی، پتھر کو بھی سونا جیسا سمجھتا ہے وہی مہان پرش بنتا ہے۔ اسی طرح ایک اشلوک میں دوسروں کے نقصان نہ پہونچانے والا، کسی نیکی کے بعد نیکی کی توقع نہ رکھنے والا، کسی کی بے جا طرف داری نہ کرنے والا، بلکہ صرف عوام کی فلاح و بہبود میں مصروف رہنے والا ہی نیک لوگوں میں شامل ہو سکتا ہے۔ بلند درجہ پر پہونچنے کے بعد جب انسان اپنے کردار اور اپنے حواس کو اپنے کنٹرول میں رکھے اور اپنی عظمت کے ساتھ دوسروں کے مرتبہ کو بھی اہمیت دے ان اخلاقیات کے ساتھ تکبر رعونت، غصہ، دوسروں کو شرمسار کرنے کی بھی

بے حد مذمت کی گئی ہے۔دوسرے الفاظ میں کام کرودھ،اور لوبھ کو جہنم کا راستہ بتایا گیا ہے۔اخلاقیات کے حوالہ سے بھگوت گیتا کے ۱۷ ھویں باب کے اشلوک کے ۱۴ نمبر میں اپنے بزرگوں، والدین اور اساتذہ کی عزت واحترام کی تلقین دیتے ہوئے لکھا ہے کہ خاص طور سے بزرگ والدین کے لئے کئی اشلوکوں میں ان کی خدمت وعزت واحترام کا ذکر کیا گیا ہے۔

The ethics of the Hindus is subtle, sublime and profound. All religions have taught ethical precepts such as: “Do not kill, do not injure others, love your neighbour as your self,” but they have not given the reason. The basis of Hindu ethics is this: “There is one all-pervading Atman. It is the innermost soul of all beings. This is the common, pure consciousness. If you injure your neighbour, you really injure yourself. If you injure any other creature, you really injure yourself, because the whole world is nothing but your own Self.” This is Hindu ethics. This is the basic metaphysical truth that underlies all Hindu ethical codes. The Atman or Self is one. One life vibrates in all beings. Life is common in animals, birds and human beings. Existence is common. This is the emphatic declaration of the Upanishads or Srutis. This primary truth of religion is the foundation of ethics or morality or science of right conduct. Morality has Vedanta as its basis. The first thing you learn from religion is the unity of all selves. The Upanishads says: The neighbour is, in truth, the very Self and what separates you from him is mere illusion.” One Atman or Self abides in all beings. Universal love is the expression of the unity. Universal brotherhood has its basis in the unity of Self. All human relations exist because of this unity. Yajnavalkya said to his wife Maitreyi: “Behold, my dear, not indeed for the love of the husband is the husband dear, for the love of the Self is the husband dear.” And so with wife, sons, property, friends, worlds and even the Devas themselves. All are dear, because the one Self is in all. If you injure another man, you injure yourself. If you help another person, you help yourself. There is one life, one common consciousness in all beings. This is the foundation of right conduct. This is the foundation of ethics. [11]

ہندومت میں زندگی کے چار مقاصد متعین ہیں جنکا حصول تمام تر مذہبی افعال پر محیط ہے یہ چار مقاصد درج ذیل ہیں:

(1)۔دھرم: دھرم عقائد، سچائی اور معاشرتی ذمہ داریوں کا نام ہے۔

(2)۔ارتھ: یہ دولت اور معاشی وسائل وذرائع کا نام ہے۔

(3)۔کام: کام تمام تر مادی خواہشات اور لذات کا نام ہے۔

(4)۔موکش: موکش نجات کو کہتے ہیں۔دھرم، ارتھ اور کام ہندومت میں نجات کے ذرائع تصور کیے جاتے ہیں موکش یا نجات کو ہندومت میں آخری مطمع نظر اور زندگی کا حاصل سمجھا جاتا ہے۔

ویدوں کی اخلاقی تعلیم:

رگ وید، یجر وید، سام وید اور اَتھر وید قدیم مقدس کتب ہیں یہ مقدس کتابیں صفائی قلب اور قول و فعل میں صداقت اور شرافت پیدا کرنے والے شکوہ خیالات پر مشتمل ہیں۔ ویدوں میں خدا کو صداقت، انصاف اور کرم کا مخزن قرار دیا ہے اور انسان کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ بار بار اپنی دعاؤں میں ان امور کا خاص خیال رکھے اور اپنے اعمال کو ان کے مطابق بنائے۔

1۔ ہم نے بدی کو فتح اور نیکو حاصل کر لیا گویا ہم گناہ سے آزاد ہو گئے۔(اتھر وید 1،16)

2۔ اے قادرِ مطلق! ایک بخیل کو بھی خیرات کرنے کی توفیق دے اسے نیک مزاج بنا۔(یجر وید 6،33)

3۔ تمام امراض اور ناپاک خیالات کو نکال، دشمنی کے تمام خیالات کو ہم سے کوسوں دور رکھ۔(رگ وید 63،10)

4۔ اے چشمہ نور! ہماری قوتوں کو نیک اعمال کی راہ پر لگا۔(یجر وید 36،5)

5۔ مجھے بُرے فعل سے بچا، میں ایماندار بنوں۔(یجر وید 4،28)

6۔ ایک دوسرے سے ایسے جوشِ محبت سے پیش آؤ جیسے ایک گائے اپنے بچھڑے سے پیش آتی ہے(اتھر وید 111،30)

7۔ بھائی اپنے بھائی سے نفرت نہ کرے، بہن، بہن پر نامہربان نہ ہو، نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے سے گفتگو ہو۔(اتھر وید 3،30)

8۔ آپس میں اتفاق، مہربانی اور یگانگت کے ساتھ رہو، سب سے ملائم اور میٹھی بات کرو۔(اتھر وید 3،30)

9۔ خیرات میں دہری برکت ہوتی ہے، لینے والا بھی ماجور ہوتا ہے اور دینے والا بھی۔(اتھر وید 9،6)

یہ ہیں ویدوں کے چند اشلوک جو علم الاخلاق کے اعلیٰ اصول بیان کرتے ہیں۔[12]

بھگوت گیتا کی اخلاقی تعلیم:

انسان کو اس امن، محبت اور یک جہتی کا پیغام دینے والی کتاب بھگوت گیتا کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو صرف نیکوکاری کا خیال کرنا چاہئے۔ نیک زندگی اس لئے بسر نہیں کرنی چاہئے کہ یہ مسرت بخشی کا ذریعہ ہے بلکہ صرف نیکی کی خاطر نیکی کرنا اس کی تعلیم ہے۔ مسٹر دی۔ جے کر تکر نے گیتا کے تمام اصولِ اخلاق کی تلخیص اس طرح کی ہے:

1۔ کسی جاندار کو نہ ستاؤ

2۔ سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرو۔

3۔ حاجت مند کی مدد کرو، خواہ تم کو ایثار کرنا پڑے۔

4۔ اپنے فرائض کو اس طرح بے غرضانہ طور پر انجام دو گویا تم صفائی قلب کے ساتھ ہستی برتر کے سامنے اپنی محبت کی نذر پیش کر رہے ہو۔

5۔ دنیوی اشیاء سے دستبردار ہو جاؤ تاکہ تمہارے خیالات اور اعمال انانیت کی خلش سے دور ہو جائیں، نیز ان دنیوی خواہشات سے نجات پائیں جو بڑے جذبات پیدا کرتے اور انسان کو گمراہ کرتے ہیں۔[13]

یہودیت اور اخلاق واقدار:

تاریخی لحاظ سے یہودیت دنیا کے قدیم ترین اور بڑے مذاہب میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ ایک الہامی مذہب ہے یہودیوں کو بنی اسرائیل کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے خود قرآن حکیم میں یہ لفظ بکثرت استعمال ہوا ہے۔ تورات کو اسفارِ خمسہ بھی کہا جاتا ہے یہ عہد نامہ عتیق وجدید دونوں کا اصل ماٰخذ ومصدر ہے یعنی یہودیت اور عیسائیت کی تعلیمات واحکامات کا ایک بڑا اور اہم حصہ اس پر مشتمل ہے۔ دورِ حاضر میں یہودیوں کی سب سے مقدس کتاب "عہد نامہ عتیق" ہے جسے بنی اسرائیل کی تاریخی کتاب کی حیثیت حاصل ہے۔ حضرت موسیٰ کی تورات یہودیوں کے یہاں پانچ کتب پر مشتمل تھی جنھیں "کتبِ خمسہ موسوی" کہا جاتا ہے اور یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیؑ نے انہیں اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا ہے جبکہ مسلمانوں کے ہاں تورات وہ کتابِ ہدایت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیؑ پر نازل کی اور تختیوں پر مکتوب کی صورت میں انھیں عطا کی۔

تورات کی اخلاقی تعلیمات:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اپنے پیغمبر اپنی تعلیمات کے ساتھ مبعوث فرمائے تمام انبیاء ایک ہی دین کے علمبردار تھے۔ قرآنِ حکیم میں اللہ فرماتا ہے کہ:

"کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیؑ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں، جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟ یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے، مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔ اور یہ کہ اس کی سعی عن قریب دیکھی جائے گی، پھر اس کی جزا اسے دی جائے گی۔"[14]

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل خدا کی پسندیدہ اور منتخب امت ہیں اور خدا کی نعمتیں صرف ان ہی کے لئے مخصوص ہیں۔ یہودی مذہب میں سزا اور جزا کا عقیدہ بھی موجود ہے اس عقیدے کی رو سے انسان کو اپنے اعمال کی جوابدہ ہونا ہے۔ حضرت موسیؑ کے احکام عشرہ جو انہیں کوہ سینا پر عطا ہوئے یہ احکام عشرہ یہودی مذہب کی بنیاد ہیں جو درج ذیل ہیں:

1۔ خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بنانا۔

2۔ کسی جاندار کی صورت نہ بنانا اور نہ اسے سجدہ کرنا۔

3۔ خدا کے نام کی تعظیم کرنا، بے فائدہ اس کا نام نہ لینا۔

4۔ سبت کے دن کی تعظیم کرنا، چھ دن کام اور ساتویں دن کوئی کام نہ کرنا۔

5۔ خون نہ بہانا۔

6۔ ماں باپ کی عزت کرنا۔

7۔ زنا نہ کرنا۔

8۔چوری نہ کرنا

9۔اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔

10۔اپنے پڑوسی کے مکان، بیوی، خادم، مویشی اور چیز کی طرف لالچ کی نگاہ نہ ڈالنا۔[15]

انسان میں روح کی موجودگی درحقیقت انسان کو اپنے رب کی طرف مائل کرتی ہے اسی لئے انسان ہی کائنات کا مشاہدہ کرنے کا ذریعہ ہے۔عہد نامہ قدیم میں انسان کو خدا کی تشبیہ قرار دیا ہے اور انسان کے مقام کا تعین اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔خدا کی صورت پر پیدا کیا۔نر و ناری ان کو پیدا کیا اور خدا نے ان کو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور اور محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرندوں اور کل جانوروں پر جو زمین پر چلتے ہیں اختیار رکھو۔" مذکورہ تعلیمات کی روشنی میں علماء یہ اخذ کرتے ہیں کہ انسان کے اعمال و کردار، اس کی عادات و اطوار حقیقت میں اللہ سے رابطے کا ایک ذریعہ ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے:

Ultimately to know yourself is to know God. [16]

یہودی کردار سازی کا قانونی نظام "حلاکھاہ" کہلاتا ہے یہ ارامی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں راستہ یا طریقہ۔کچھ یہودی فرقے حلاکھاہ کی حیثیت کو مانتے ہیں جبکہ کچھ اس سے انحراف کرتے ہیں۔کئی فرقوں میں حلاکھاہ کی پاسداری مذہبی فریضہ ہے۔حلاکھاہ میں 613 احکامات ہیں جنمیں 365 نواہی سے متعلق ہیں اور 248 معروف سے متعلق ہیں۔365 کا ہندسہ سال کے دنوں کی تعداد اور 248 کا ہندسہ انسانی اعضاء کو ظاہر کرتا ہے۔حلاکھاہ ایک یہوی کو اعمال و افعال کا وہ راستہ دکھاتی ہیں جن پر چل کر وہ اپنی زندگی کو پاکیزہ اور بابرکت بنا سکتے ہیں۔ حلاکھاہ کے قوانین میں رسوم کی پاسداری ہر یہودی پر لازم ہے۔یہودیت میں رسومات عبادات کا درجہ رکھتی ہیں اور انسانی شخصیت کی تعمیر میں یہ اخلاق کے درجے میں ہیں۔روزمرہ کے نظام تربیت میں تین وقت کی نماز یا مخصوص دعائیں، ہر موقع سے قبل یا بعد میں پڑھی جانے والی دعائیں اور معبد میں اجتماعی عبادت شامل ہیں۔توریت کی تعلیمات میں تربیتِ انسانی پر زور دیا گیا ہے چاہے وہ فکری ہو، رسمی ہو یا اخلاقی۔یہ انسان کی روح کو تروتازہ کرتی ہے۔امثال میں مذکور ہے:

"تربیت کو مضبوطی سے پکڑے رہ۔اسے جانے نہ دے اسکی حفاظت کر کیونکہ وہ تیری حیات ہے۔"(12:04)

ایسی ذات جو مثبت و منفی، نیکی و بدی، صحیح و غلط اخلاقی و غیر اخلاقی اقدار میں فرق نہ کر سکے اس کے لئے ہر وہ شئے قابل قبول ہوتی ہے جس سے اسکی لذت و خواہش پوری ہوتی ہے انسان کی فطرت میں تلاش و جستجو کا ایسا مادہ موجود ہے جو اس کو مزید فکری و مادی بلندی کے حصول کے لئے کوشاں رکھتا ہے۔کھوج کا یہ عمل اس کی اپنی ذات سے شروع ہوتا ہے اور کائنات تک پھیل جاتا ہے۔[17] اس طرح کیسے صحیح و غلط کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟ گناہ کا احساس کس طرح پیدا ہو؟ نیکی و بدی میں کس طرح فرق کر کے نیکی یا بدی میں سے کس کو اپنایا جائے اور کس سے اجتناب کیا جائے؟ یہودی تعلیمات انسان کو شرع پر پابند کرتی ہے اور انسان کو یہ شعور دیتی ہے کہ وہ کس راہ کا انتخاب کرے اور کس کو چھوڑے؟

"گناہ کی راہ بہت ٹیڑھی ہے پر جو پاک ہے اس کا کام ٹھیک ہے "(امثال 8:2)

حضرت موسیٰؑ کو ملنے والے احکامِ عشرہ یہودی مذہب کی بنیاد ہیں اور قرآن حکیم سے ان احکامات کی تفصیل بھی مل جاتی ہے۔ آج یہودی عہد نامہ قدیم پر عمل پیرا ہیں۔ احکامِ عشرہ اور عہد نامہ قدیم میں کئی مقامات پر فضائل اور رزائل اخلاق اور اقدار کا تذکرہ بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے والدین اور پڑوسیوں سے حسنِ سلوک، دشمنوں سے اچھا برتاؤ، احسان، در گزر، صدقہ و خیرات، ہمدردی، عدل وانصاف، تقویٰ، مہمان نوازی، خوش اخلاقی، طہارت و پاکیزگی وغیرہ جیسے فضائل اخلاق کو سراہا گیا ہے جبکہ جھوٹ، سود خوری، خیانت، رشوت، چوری، ظلم، بدکاری جیسے رذائل اخلاق واقدار کی مذمت کی گئی ہے۔

عیسائیت اور اخلاق واقدار:

عیسائیت میں اخلاقیات پر بہت زور دیا گیا ہے عیسائی اخلاقیات کی بنیاد ان اوامر ونواہی اور فرائض وفضائل کے مختلف حوالوں سے مستحکم ہوتی ہے جن کا سب سے بڑا منبع بائبل ہے۔ جو عیسائیت میں مستند سمجھی جاتی ہے مذہب اسلام کی طرح عیسائیت میں بھی اخلاق حسنہ کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ کلیدی تصورات دو ھیں: ایک تمام نبی نوع انسان سے محبت، دوسرا کفارے کا تصور۔ یعنی انسان کی پیدائش گناہ کا نتیجہ ہے اور یوں اس کی تمام تر زندگی گناہ ہے جس کا کفارہ حضرت عیسیٰ نے اپنی جان دے کر ادا کیا۔ [18] حضرت عیسیٰ کی تعلیمات میں خیرات، نفس کشی، ترک دنیا، تزکیہ نفس، ہمہ گیر محبت اور خدا پر یقین پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات میں بندوں کے درمیان برادرانہ تعلق پر بہت زور دیا گیاہے۔ اس ضمن میں حضرت عیسیٰ نے جن خوبیوں کو خصوصی اہمیت دی ہے ان میں مساوات ،عفوودر گزر، عیب جوئی سے پرہیز، عجزوانکساری اور اپنے دشمنوں اور برا چاہنے والوں کے ساتھ بھی نیکی کا سلوک سر فہرست ہیں۔ [19]

حضرت عیسیٰؑ جو تعلیمات لے کر آئے وہ قرآن حکیم میں اس طرح مذکور ہیں:

"اور جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰؑ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے بدلے معبود بنالو؟
عیسیٰؑ نے کہا آپ کی ذات پاک ہے مجھے کیا حق تھا کہ میں وہ بات کہتا جو مجھے زیبا نہیں۔۔۔۔۔ میں نے ان سے وہی کہا جس کا
آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اپنے اور میرے رب کی عبادت کرو۔" [20]

یہ آیاتِ طیبات میدانِ حشر میں حضرت عیسیٰؑ کے موقف کی وضاحت کرتی ہیں جس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا، آیات یہ بھی بتاتی ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ ایک وحی شدہ شریعت لے کر آئے تھے اور وہ اپنے متبعین کے افعال سے بری تھے۔ اسی لئے قرآن رسالتِ مسیح کو حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاء کی دعوت ورسالت کی تکمیل قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے کہ:

"ہم نے ان انبیاء کے بعد عیسیٰؑ کو جانشین بنایا کہ وہ اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کریں اور ہم نے انہیں انجیل دی
جس میں ہدایت اور نور تھا اور جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کے لئے اُتاری گئی۔" [21]

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات رسالت کے عظیم سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں لوگوں کو اللہ کی عبادت اور تقویٰ کی تلقین کی گئی تھی

اور اس میں احکام اور شریعت کی پابندی اور اخلاقِ فاضلہ اور عاداتِ حسنہ کی تلقین موجود تھی۔ حضرت عیسیٰ نے اس بات پر زور دیا کہ انسانوں کے ساتھ عدل وانصاف کیا جائے اور خدا کے حضور میں عاجزی، انکساری اور خاکساری اختیار کی جائے۔ خدا سے غیر مشروط محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی مخلوق سے محبت کی جائے۔

حضرت عیسیٰ کی تعلیمات واضح اور سادہ ہیں ان میں اخلاص، فقر، توکل اور ایثار نمایاں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ عیسائیت میں امن و محبت، بھائی چارہ اور صلح کل کا پیغام ملتا ہے اور یہی اس کے اخلاقی فلسفہ کے نمایاں خدوخال کو متعین کرتا ہے۔

اسلام کی اخلاقی تعلیمات واقدار:

اسلام ایک آفاقی و عالمگیر دین ہے یہ کسی خاص قوم، نسل یا فرقہ کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ عالمگیر اور قیامت تک کے لئے ہے۔ اسلام کو عطا کرنے والا اللہ رب العالمین ہیں اور یہ دین قرآن کی شکل میں لانے والے پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں جو کہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کسی گروہی یا لسانی لحاظ سے مخاطب نہیں کیا بلکہ یایھاالناس اور یا بنی ادم کہہ کر پکارا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسلام کی دعوت کا آغاز کیا تو وہ تمام قبائل و خاندان کے لئے تھا کسی ایک گروہ یا نسل سے نہیں تھا۔ اسلام میں حسن اخلاق کی کیا اہمیت ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی بعثت کی غرض وغایت ہی اخلاق کے مکارم و محاسن کی تکمیل کو قرار دیا ہے۔ ایک مثالی اسلامی معاشرے کا قیام، اس معاشرے کے افراد میں اسلامی اخلاق پیدا کیے بغیر محال ہے۔ اسلامی اخلاق کے بغیر حقیقی اسلامی معاشرے کا قیام ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ دینِ اسلام انسان کے اس دنیا میں مدارج و مقصدِ تخلیق، کائنات میں اس کا منصب و مقام، انفرادی واجتماعی حیثیت، خاندان و معاشرے میں اس کے حقوق و فرائض، معاشی و معاشرتی غرض ہر لحاظ سے اس کے لئے ایک مکمل ضابطہ فراہم کرتا ہے اسی بناء پر اس دین پر عمل کرنے والے مسلمان نفسیاتی و نفسانی ہر لحاظ سے مطمئن نظر آتے ہیں اسلامی حدود سے تجاوز نہیں کرتے اور پُر سکون زندگی گزارتے ہیں۔ کائنات کے متعلق اسلام کا تصور یہ ہے کہ اس دنیا کا صرف ایک ہی خالق اور ناظم ہے اور وہی سب انسانوں کا آقا ہے، وہی اس کائنات کا بنانے والا ہے، وہی حکیم و قادرِ مطلق ہے اور انسان کے چھپے اور کھلے رازوں سے اچھی طرح واقف ہے انسان اس کا بندہ اور اس کائنات میں اس کا نائب ہے اس لئے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کا ہر نظام اللہ کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق ڈھالے کیونکہ اسے اس زندگی کے تمام اعمال کی جوابدہی اپنے رب کے سامنے قیامت کے دن کرنی ہوگی کیونکہ دنیا کی زندگی دراصل امتحان کی مہلت ہے۔ اخلاق کا تعلق مِلکہ سے ہے، وہ ملکہ جو نفس میں رسوخ پاجائیں اور جن کے نتیجے میں اعمال وافعال صادر ہوں، اخلاق کہلاتے ہیں۔ اصولی طور پر کوئی جذبہ بُرا نہیں اور نہ ہی کسی جذبے کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اسے کُچل دیا جائے، طبعی جذبات خاص مقاصد کے لئے پیدا کیے گئے ہیں اور یہی جذبات خاص تربیت سے "حُسنِ اخلاق" بن جاتے ہیں۔ اخلاقیات کا علم کسی شخص کے کردار واخلاق پر اثر انداز ہو کر اس میں تبدیلی پیدا کردے لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اخلاق کا علم اور تبدیلی کا ارادہ مل کر کردار کی تشکیل کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے اخلاق کے حسن وقبح کو جاننے کا خواہش مند ہو تو قدرتی طور پر وہ اپنے اعمال کو پرکھنے کا فیصلہ خود کر سکتا

ہے یہ پیمانے ضمیر کی آواز، دوسروں کے ساتھ اچھا رویہ، اور قرآنی اصطلاح میں نفسِ لوّامہ سنتا ہیں۔[22] اسلام کے اسی نظام اخلاق میں انسان کے لئے ایک قوتِ نافذہ بھی ہے اور وہ خدا کا خوف، آخرت میں باز پرس اور ابدی مستقبل کی خرابی کا خطرہ ہے۔ اخلاقی احکام دینے سے پہلے اسلام انسان کے دل میں یہ بات بٹھاتا ہے کہ تیرا معاملہ اس خدا کے ساتھ ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ تجھے دیکھ رہا ہے، تُو دنیا بھر سے چھپ سکتا ہے مگر اس سے چھپ نہیں سکتا، دنیا بھر کو دھوکہ دے سکتا ہے مگر اسے دھوکہ نہیں دے سکتا، دنیا بھر سے بھاگ سکتا ہے مگر اس کی گرفت سے بچ کر کہیں بھی نہیں جا سکتا، دنیا محض تیرے ظاہر کو دیکھتی ہے مگر وہ تیری نیتوں سے بھی واقف ہے۔ دنیا بھی تھوڑی سی زندگی میں تو جو چاہے کر لے بہر حال تجھے ایک دن مرنا ہے اور اللہ کی بارگاہ اور اسکی عدالت میں حاضر ہونا ہے جہاں وکالت، سفارش، دھوکہ اور فریب کچھ کام نہ آئے گا اور تیرے مستقبل کا بے لاگ فیصلہ ہو جائے گا۔ بس یہی عقیدہ انسان کے دل میں جا گزیں ہو جاتا ہے اور اسے ان احکام کی تکمیل کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ اسلام کے نظامِ اخلاق کے پسِ پُشت یہی قوت ہے جو اسے بھلائی کے کاموں کی طرف راغب کرتی ہے۔ علمِ اخلاق یا اخلاقیات میں قرآن حکیم کی تعلیم جو اخلاقیات کی اساس ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے انسان کے نفس میں نیکی اور بدی کا شعور قدرتی طور پر ودیعت کیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :

"اور الہامی طور پر اس میں ودیعت کر دیا فجور اور تقویٰ کا علم۔"[23]

اسلام میں اگرچہ عبادت کا بہت بڑا مقام ہے لیکن اسلام دوسرے ادیان کی طرح محض عبادات کا حکم نہیں دیتا بلکہ عبادات کے ساتھ اخلاقِ حسنہ کی بھی تاکید کرتا ہے۔ اخلاقیات سے اگر انسان متصف ہو تو عبادات بھی بہت بہتر ہو جاتا ہے۔ اخلاقیات کا وزن اعمال کے ترازو میں سب سے زیادہ ہو گا۔ انسان کو ذہنی آلودگیوں سے منزہ و مطہر کر کے دیگر لوگوں میں بلند درجے پہ فائز کروا دیتا ہے۔ اخلاقِ حسنہ سے انسان کی عزت لوگوں کی نظر میں دوچند ہو جاتی ہے۔ صاحبِ اخلاق اللہ تعالیٰ کی میں بھی بڑا بلند درجہ رکھتا ہے۔ صاحب اخلاق جنت میں اعلیٰ مقامات کا حقدار ہے۔ دل کا ایمان پر رکھنے اور جانچنے کیلئے اخلاق حسنہ معیار ہیں۔ دل کی اندرونی کیفیت کا عکس اخلاق کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں ایمان اور اخلاق کا گہرا ربط دکھائی دیتا ہے: "سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"منافق کی تین نشانیاں ہیں جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے۔"[24]

منافق کا تعلق اخلاق سے ہے۔ اگر دل میں نفاق پیدا ہو جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے:

"تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"[25]

اسلام دینِ فطرت ہے اور اللہ کا پسندیدہ دین ہے یہ دین کسی خاص طبقہ یا گروہ کے خیالات یا حقوق کا تحفظ نہیں کرتا بلکہ بلا تفریق یہ تمام بنی نوع انسانی کو تحفظ کا درس دیتا ہے اور اپنے سائے تلے بسنے والے تمام افراد کے حقوق کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کے دامن میں اتنی وسعت پائی

جاتی ہے کہ تمام شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق پورے کرتا ہے۔ ظلم وجور کی ممانعت کرتا ہے اور جبراً دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کو کہتا ہے، قرآنِ حکیم اس انداز سے ارشاد فرماتا ہے:

"دین میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے۔"[26]

اسلام کی عالمگیریت یہ ہے کہ وہ رنگ و نسل، مذہب و مسلک کے تفرقات سے بالاتر ہو کر انسانی حقوق کے تحفظ کی تعلیم دیتا ہے۔ رعایا کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری ریاست کی ہے اور حقوق کی پاسداری میں عدل وانصاف کا ہونا شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ قران پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

"اللہ تمہیں عدل کا، بھلائی کا، اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے۔"[27]

باہمی معاشرت قائم رکھنے کے لئے اسلام نے اپنے پیروکاروں سے حسنِ سلوک کا مطالبہ کیا ہے اور عام لوگوں سے بھی غرور و تکبر، کج روی اور ترش روئی اختیار کرنے سے منع کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے کہ:

"لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پُھلا، اور زمین پر اترا کے نہ چل، کسی تکبر کرنے والے، شیخی خورے کو اللہ پسند نہیں کرتا، اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز کو پست کرو، بے شک آوازوں میں بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔"[28]

اسلام کے اخلاقی ستون:

صبر: اسلام کے داعی اعظم حضور ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد صرف اور صرف اخلاق ہی بتایا ہے اسلام کو جو انفرادی اور اجتماعی نیکیاں انسانوں میں مطلوب ہیں ان میں ایک صبر ہے۔ قرآن پاک نے صبر کو ایک ذریعہ قوت قرار دیا ہے۔ چناں چہ ارشاد ہوا کہ:

"اے ایمان والو! (مشکلوں اور تکلیفوں میں) صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔"[29]

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈال کر آزماتا ہے اور جو لوگ صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اان کے لئے کامیابی ہے، دنیا و آخرت کی کامیابی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضا کے لئے صبر کرتے ہیں، اور انہوں نے نماز قائم کی، اور جو اللہ نے ان کو دیا وہ اس میں سے ظاہر اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں، اور یہ لوگ برائی کو نیکی کے بدلے دور کرتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت کا گھر ہے۔"[30]

اخوت ومساوات: اسلام نہ صرف مساوات کی تعلیم دیتا ہے بلکہ وہ تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیتا ہے اور اس لحاظ سے ان کے تعلقات ایسے ہونے چاہیے جیسے بھائیوں کے ہوتے ہیں یعنی ان میں باہم اتحاد ہو، شفقت و ترحّم ہو اور آپس میں ان کا معاملہ نرمی اور فروتنی کا ہو، ہر ایک دوسرے کا خیر خواہ، خدمت گذار اور نیاز مند ہو۔ اور وہ چیزیں جو تعلقات میں بگاڑ کا سبب بنے ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اخوت کے ایسے تعلقات نہ صرف افرادی طاقت کو مستحکم کرتے ہیں بلکہ یہ ایک صالح اور پُرامن معاشرے کی بنیاد ہیں۔

تقویٰ : دینِ اسلام ہم سے جن صفات کا تقاضہ کرتا ہے ان میں سے ایک اللہ کا خوف بھی ہے اللہ تعالیٰ کا یہ خوف دراصل ایک محبوب ہستی کے ناراض ہو جانے کا خوف ہے، دنیا کا ہر شخص اپنے محبوب کی ناراضگی سے ڈرتا ہے اور جو لوگ اللہ کی محبت کو ہر محبت پر ترجیح دیتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں اور ایسے افعال سے اجتناب کرتے ہیں جو اس کی ناراضگی کا سبب بنے تو ایسے لوگوں کے لئے اجر اور بہترین بدلہ ہے۔ اخلاقی محاسن اسی صورت میں قابلِ ستائش ہیں جب ان سے اللہ کی رضا مطلوب و مقصود ہو۔ اسلامی اخلاقیات کی بنیاد خوفِ خدا ہے۔ یہی بات جب ایک انسان اپنی پوری زندگی پر محیط کر لیتا ہے اور وہ ہر قدم اُٹھانے سے پہلے ضرور سوچتا ہے کہ یہ کام اللہ کی خشنودی کا باعث ہے کہ نہیں، اس کا یہ وصف تقویٰ ہے۔

چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام: کسی بھی معاشرے کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ اس میں بچوں سے پیار اور بڑوں کا احترام کیا جاتا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے بڑوں کے احترام کے بارے میں یہ کہا ہے: "نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔"[31]

نرم مزاجی: کسی بھی انسان کی ایک اچھی اور عالی شان صفات میں سے نرم مزاجی بھی ہے۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جس کی بدولت انسان دنیا اور آخرت کی بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔ چونکہ شریعتِ اسلامیہ کا مقصد بھی انسان کی دنیا اور آخرت کی فلاح و کامیابی ہے اسی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ نے نرم مزاجی کی انتہائی تاکید فرمائی ہے:

"اگر تو اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تو امید رکھتا ہے اس سے منہ پھیر، پس تو ان سے نرمی کی بات کہہ دیا کر۔"[32]

اصلاح کرنا: کسی بھی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے اصلاح کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کا مطلب لوگوں کے درمیان ناراضگی کو ختم کرنا، اور ہر بری عادت، رسم و رواج کا خاتمہ کرنا۔ جس سے معاشرے سے بری عادات ختم ہو جائیں گی اور ایسا معاشرہ ایک کامیاب معاشرہ ہو گا اور جس گھر، شہر اور ملک سے نفرت اور عداوت ختم ہو جائے گی اور وہ گھر، شہر اور ملک کامیابی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نیک و پرہیز گار بندوں نے ہمیشہ اصلاح کی طرف توجہ دی اور یہ اصلاح اپنی بھی تھی اور دوسروں کی بھی۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

"اے میری قوم! دیکھو آ کر میں اپنے رب کی طرف سے ظاہر دلیل لئے ہوئے ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے بہترین روزی دے رکھی ہے۔ میرا یہ بالکل ارادہ نہیں تھا کہ میں بالکل اس طرف جھک جاؤں جس سے میں تم لوگوں کو منع کر رہا ہوں، میرا ارادہ تو صرف طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہے، میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، میرا اسی کی مدد پر بھروسہ ہے، اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"[33]

اصلاح کے بغیر دنیا اور آخرت میں کوئی بھی کامیابی نہیں ہے اسی لئے ہمیں بھی اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اسلام نے کل انسانیت کے لیے ایسا نظام وضع کر دیا ہے خواہ وہ زندگی کے کسی حصہ سے تعلق رکھتا ہو قابل عمل اور دیرپا ہے۔ قرآن کریم آسمانی صحائف کی آخری کڑی ہے جو قیامت تک کے لیے ضابطہ حیات کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں انسانی نفس کو موضوع بنا کر انسان کے وہ تمام محاسن و عادات کو بھی بیان کر دیا ہے جس سے انسانی شخصیت اور کردار کی تعمیر ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصلاح نفس کے لیے

کلام الٰہی میں وہ تمام اسلوب اپنائے جو انسانوں کے قلوب کو متاثر کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن میں توحید ورسالت، ارکان اسلام، احکامات عبادات، معاملات، مناکحات اور اخلاقیات سے متعلقہ احکام ومسائل بیان کرکے ان کے ذریعے تعمیر شخصیت اور کردار سازی کی ہے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی لوگوں کے اخلاق کو سدھارنا اور ان کے نفوس سے برے اخلاق کی جڑیں اکھاڑ کر ان میں اخلاقِ حسنہ کا بیج بونا تھا۔ ہمارے نبی ﷺ نے نہ صرف اخلاق کی تعلیم دی بلکہ خود اس کا مجسم نمونہ بن کر دکھایا۔

References

1. Al Quran, Surah Al-Qalam, Verse: 4
2. Ibn e Mazoor, Lisan Al Arab,Beirut,Lebanon,1390 A.H,85,86 /10
3. Zubaidi, Taj Ul Uroos, Dar ul Fikar, ,Beirut,Lebanon, 120/13
4. Wali Ullah, Shah, Hujjat ul Allah il Baaligha, Maktabah Rehmania, Lahore, 401/2
5. Razi, Imam Fakhar Uddin, Tafseer Al Kabeer,Dar Ul Kutub Al-Ilmia, Beirut,Lebanon,435/15
6. Jurjani, Syed Shareef Ali Bin Muhammad, Kitab Ut Ta'reefat, Maktabah Rehmania, Lahore,1999, 73
7. Jamil Jalibi, Qoumi Urdu Lughat, Muqtadara Qoumi Zuban, Islamabad, 87
8. Imam Ghazali, Abu Hamid Muhammad, Hujjat ul Islam, Ahya Al Uloom, Maktabah Rehmania, Lahore, 56/3
9. Amir, Dr.Zahid Munir, Aena e Kirdar, Sheikh Zayed Islamic Centre, Punjan University, Lahore, 2003, 24
10. Sajistani, Abu Da'ud Suleman Bin Ash'as, Sunan Abi Da'ud, Kitab As-Sunnah,Naumani Kutub Khana Lahore,Hadith #4682, 1997
11. SIVANANDA, SRI SWAMI, ALL ABOUT HINDUISM, THE DIVINE LIFE SOCIETY India, 1997, 49
12. G.A Chand Ourkar, Hindu Akhlaqiyat, Hyderabad, 1971, 11 -14
13. G.A Chand Ourkar, Hindu Akhlaqiyat, Hyderabad, 1971, 85-87
14. Al Quran, Surah An-Najam, Verse: 36-41
15. Kitab Al Khurooj 20:1-14, Kitab Muqaddas, Anarkali Lahore
16. David S. Ariel, What do jews believe?, New York, Schocken Books, 1995,51
17. Huston Smith, The world's Religion, Suhail Academy, Lahore, 2002, 80
18. Siddiqui, Dr. Zaheer Ahmed, Akhlaqiyat Irani Adbiyat mein, 79-80
19. Cheema, Chaudhery Ghulam Rasool, Mazahib e Alam ka Taqabuli Mutale'a, Lahore, 2006, 432
20. Al Quran, Surah Al-Maidah, Verse: 116-117
21. Al Quran, Surah Al-Maidah, Verse: 46
22. Amir, Dr. Zahid Muneer, Aina e kirdar, sheikh Zayed Islamic Centre,University of Punjab,2003, 24
23. Al Quran, Surah As-Shams, Verse: 8
24. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari, Kitab Al-Adab,Hadith #6095, 1985
25. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Bukhari, Kitab Al-imaan,Hadith #13, 1985
26. Al Quran, Surah Al Baqarah, Verse: 256
27. Al Quran, Surah An-Nahl, Verse: 90
28. Al Quran, Surah Al Luqman, Verse: 18-19
29. Al Quran, Surah Al Baqarah, Verse: 153
30. Al Quran, Surah Ar-Ra'ad, Verse: 22-24
31. Sajistani, Abu Da'ud Suleman Bin Ash'as, Sunan Abi Da'ud, Kitab Al-Adab,Naumani Kutub Khana Lahore,Hadith #4943, 1997
32. Al Quran, Surah Bani Israel, Verse: 28
33. Al Quran, Surah Hud, Verse: 88